جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Social Ethics and Culture of Husband–Wife Relations in the Light of the Qur'an and the Ahl al-Bayt (A.S.)

Muhammad Ali Rizwani [1] and **Muhammad Amini Tehrani** [2]

1. PhD in Comparative Quranic Studies, Al-Mustafa International University

E-mail: am8256018@gmail.com

2. Assistant Professor, Al-Mustafa International University E-mail: amini63@chmail.ir

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:

Received:
3 April 2026

Received in revised:
1 May 2026

Accepted:
4 June 2026

Available online:
24 June 2026

Keywords:

Social ethics;
husband and wife;
culture;
Qur'an;
Ahl al-Bayt;
family;
marital relations;
morality

ABSTRACT

This study examines the social ethics and cultural role of husband–wife relations from the perspective of the Qur'an and the Ahl al-Bayt (A.S.). It aims to clarify how marital moral duties shape family cohesion, culture, and society, and why mutual ethical responsibility is essential for a stable and dignified family life.The research adopts a descriptive-analytical method. The findings show that marriage imposes serious mutual responsibilities. Although the duties of husband and wife differ, they are harmonious with their natural constitution and together strengthen the family. Key shared moral duties include expressing love and affection, good conduct, forgiveness, generosity, mutual respect, fulfilling lawful desires, cooperation, gratitude, and greeting one another. Qur'anic verses such as 30:21, 4:19, 3:134, and 64:14 emphasize love, mercy, good companionship, forgiveness, and patience. The Ahl al-Bayt likewise stress love, tolerance, service, and respect. If both spouses perform their duties with a sense of responsibility, the family remains safe amid hardships and social discord. Neglect of these duties weakens the family and leads to cultural and moral decline.Marital social ethics is not merely an individual matter; it is cultural and civilizational. The Qur'an and the Ahl al-Bayt present a balanced model: love without excess, mutual respect, cooperation, gratitude, and forgiveness. Adherence to this model strengthens the family, promotes moral values, and contributes to a healthy Islamic culture and society. Conversely, indifference and negligence cause family instability and moral decay. Therefore, husband and wife must recognize their shared ethical duties and fulfill them with sincerity, moderation, and responsibility

Cite this article: Rizwani & Amini Tehrani. (2026). The Social Ethics and Culture of Husband–Wife Relations in the Light of the Qur'an and the Ahl al-Bayt (A.S.).

New Horizons in Quranic Studies, 2 (3), 276-293

CC BY

© The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

ششماہی علمی مجله جدید قرآنی افکار، جنوری تا جون ۲۰۲۶، سال۲، شماره ۳
New Horizons in Quranic Studies, january - june 2026/ Vol.2, No. 3
The Social Ethics and Culture of Husband–Wife Relations in the Light of the Qur'an and the Ahl al-Bayt (A.S)

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرآن اور اہل بیت (ع) کی نگاہ میں میاں بیوی کے معاشرتی اخلاق اور ثقافت پر اس کے اثرات*

محمد علی رضوانی [1] اور محمد امینی تہرانی [2]

CC BY

اشاریہ

یہ تحقیق قرآن اور اہل بیت (ع) کی تعلیمات کی روشنی میں میاں بیوی کے معاشرتی اخلاق اور ثقافت پر ان کے اثرات کا جائزہ لیتی ہے۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ ازدواجی زندگی میں اخلاقی فرائض خاندان کی مضبوطی، ثقافت اور معاشرے کی تشکیل میں کیا کردار ادا کرتے ہیں، اور باہمی اخلاقی ذمہ داری خاندانی زندگی کے استحکام کے لیے کیوں ضروری ہے۔ تحقیق میں توصیفی۔ تحلیلی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ شادی کے بعد میاں بیوی پر ایک دوسرے کے مقابلے میں سنگین اخلاقی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اگرچہ دونوں کے فرائض مختلف ہیں، وہ فطری ساخت کے مطابق ہم آہنگ ہیں اور خاندان کو مضبوط بناتے ہیں۔ اہم مشترک اخلاقی فرائض میں اظہارِ محبت، حسنِ اخلاق، عفو و درگزر، سخاوت، باہمی احترام، جائز خواہشات کی تکمیل، تعاون، شکرگزاری اور سلام کرنا شامل ہیں۔ قرآنی آیات جیسے روم: ۲۱، نساء: ۱۹، آل عمران: ۱۳۴ اور تغابن: ۱۴ محبت، رحمت، حسنِ معاشرت، درگزر اور صبر پر زور دیتی ہیں۔ اہل بیت (ع) نے بھی محبت، رواداری، خدمت اور احترام کی تاکید فرمائی ہے۔ اگر دونوں اپنے فرائض احساسِ ذمہ داری کے ساتھ انجام دیں تو خاندان کی کشتی مشکلات اور معاشرتی ناہمواریوں کے باوجود سلامتی سے کنارے لگتی ہے۔ غفلت سے خاندان کمزور اور ثقافتی و اخلاقی انحطاط کا شکار ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے معاشرتی اخلاق محض انفرادی معاملہ نہیں بلکہ ثقافتی اور تمدنی حقیقت ہے۔ قرآن و اہل بیت کا متوازن نمونہ محبت بغیر افراط، باہمی احترام، تعاون، شکرگزاری اور عفو و درگزر پر مبنی ہے۔ اس پر عمل خاندان، معاشرے اور اسلامی ثقافت کو مضبوط کرتا ہے، جبکہ بے اعتنائی خاندانی تزلزل اور اخلاقی زوال کا سبب بنتی ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے مشترک اخلاقی فرائض کو خلوص، اعتدال اور ذمہ داری کے ساتھ ادا کریں۔

کلیدی الفاظ: معاشرتی اخلاق؛ میاں بیوی؛ ثقافت؛ قرآن؛ اہل بیت؛ خاندان؛ ازدواجی تعلقات؛ اخلاقیات

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۶/۴/۳ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۶/۶/۴

[1]. پی ایچ ڈی، مطالعات تطبیقی قرآن، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی. (am8256018@gmail.com).

[2]. اسسٹنٹ پروفیسر، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران۔ (amini63@chmail.ir).

تمہید

انسانی ایک الٰہی وجود ہے۔ حکیم و مہربان خدا نے انسان کو ابدی زندگی اور سعادت کے لیے پیدا کیا ہے اور اس بلند مقصد تک پہنچنے کے لیے تمام ذرائع اور مقدمات فراہم کر دیے ہیں، نیز اپنے پیغمبروں کے ذریعے تمام احکام اور قوانین انسانوں تک پہنچا دیے ہیں۔ انسان دنیا کی زندگی میں ہمیشہ تین قسم کے تعلقات کا سامنا کرتا ہے: اپنے خالق و پروردگار سے تعلق، اپنی ذات سے تعلق، اور معاشرے اور دوسرے انسانوں سے تعلق۔ انسان ان تین تعلقات کو عمدہ طریقے سے درست کر کے (جو صرف الٰہی احکام پر عمل کرنے سے ممکن ہے) دنیا اور آخرت میں خوش اور کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔ کیونکہ خدا انسان کا خالق ہے اور اس کی وجودی جہتوں سے باخبر ہے، اور اس کی تمام تعلیمات انسان کی فطرت اور سرشت کے مطابق ہیں۔ وہی انسان کی تخلیق کی باریکیوں، اس کے درد اور علاج کو خوب جانتا ہے۔ اس کے قوانین اور تعلیمات اس کے لامحدود اور بے پایاں علم سے سرچشمہ لیتی ہیں۔

سعادت کی خواہش اور کمال کی جستجو انسان کی فطری امور میں سے ہیں۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کی لذتیں ابدی، دائمی اور بلند ترین درجے کی ہوں۔ قرآن اس سعادت اور کمال کو "تزکیہ" پر موقوف سمجھتا ہے اور "تزکیہ نفس" کو حتمی کمال اور خدا کے قرب کا ذریعہ قرار دیتا ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا﴾ بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے اس (نفس) کو پاک کیا۔ (شمس، ۹) قرآن کے بیشتر صفحات اخلاقی نصیحتوں اور نفس کی تزکیہ و تطہیر کے عملی طریقوں سے بھرے ہیں۔ بے شمار اخلاقی نکات، مثالیں اور وہ کہانیاں جن کے اخلاقی نتائج ہیں، اور اخلاقی ہدایات ہر جگہ قرآن میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اخلاق صرف ایک انفرادی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ لوگوں، اداروں اور گروہوں کے درمیان رویے اور تعلقات، عوامی فضا میں اعتماد، شراکت، عدالت اور معنویت کو مضبوط کرتے ہیں۔ اخلاق کی عدم موجودگی ثقافت کو عدم استحکام اور فساد کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

معاشرتی اخلاق دین اور انقلاب کی تعلیمات سے تحریک لیتا ہے: سچائی، ذمہ داری، ایثار، دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور اجتماعی کام۔ یہ اخلاق ثقافت کو متحرک بناتا ہے، آنے والی نسلوں کی تربیت کرتا ہے اور سماجی اداروں کی کارکردگی کو بلند کرتا ہے۔

اس باب میں ہم قرآن اور اہل بیت (علیہم السلام) کے بیانات کے ذریعے میاں بیوی کا اخلاق اور ثقافت کے درمیان تعلق کا جائزہ لیں گے اور بتائیں گے کہ اس تعلق کا معاشرتی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے۔

میاں بیوی سے متعلق معاشرتی اخلاق کا ثقافت پر اثر

ازدواجی تعلقات میں اخلاقیات کا ثقافت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ میاں بیوی کے باہمی تعلقات نہ صرف ان کی ذاتی زندگی کو سکون اور خوشی عطا کرتے ہیں بلکہ یہ تعلقات پورے معاشرے کی ثقافت، روایات اور اخلاقی اقدار کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ جب گھر میں میاں بیوی کے درمیان شرعی اصولوں کے مطابق تعلق ہوتا ہے تو ایک صحت مند اور متوازن معاشرہ تشکیل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، جب ازدواجی تعلقات میں تلخی، بدگمانی یا زیادتی ہو تو یہ معاشرے میں بگاڑ اور ثقافتی انحطاط کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے قرآن و سنت نے میاں بیوی کے تعلقات کو احسن طریقے سے نبھانے کی تاکید کی ہے تاکہ انفرادی اور اجتماعی سعادت حاصل ہو سکے۔ اس زاویہ سے ہم یہاں پر چند نمونہ پیش کریں گے:

۱. اظہارِ محبت

اخلاقی اعتبار سے خاندانی مرکزیت میں میاں بیوی دونوں کو جن اہم فرائض پر توجہ دینی چاہیے، ان میں سے ایک «اظہارِ محبت» ہے۔ میاں بیوی دونوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے سے اپنی محبت، دوستی اور عشق کا اظہار کریں۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے سامنے محبت کا اظہار کرنا خاندانی تعلقات کو مضبوط کرنے کا ایک عملی طریقہ ہے۔ میاں بیوی کی ایک دوسرے سے دوستی اور محبت، اگرچہ شروع سے ہی خاندانی مرکزیت میں موجود ہوتی ہے اور یہ محبت اور مہربانی خداوند متعال نے ازدواج کی برکات میں سے قرار دی ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: «وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ» "اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں" (سورہ روم، آیت 21) یہاں مقصود میاں بیوی کے درمیان تعلق ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ "مودت" اور "رحمت" سے مراد محبت اور شفقت

ہے۔(طبرسی، فضل بن حسن، مترجم: نوری ہمدانی، ترجمہ تفسیر مجمع البیان، ج۱۹، ص:۱۱۷.) لیکن اس محبت کو زیادہ سے زیادہ مستقل اور مضبوط بنانے کے لیے دونوں طرف سے کوشش کرنی چاہیے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "محبت کے اظہار سے محبت مضبوط ہو جاتی ہے۔(تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص ۴۱۴، ح ۹۴۴۹.) حضرت (ع) نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جو لوگ تمہاری حریم (حدود) میں ہیں، ان کے ساتھ نرمی اور محبت کا اظہار کرو۔(ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول، ص ۳۹۰.) لیکن چونکہ عورت کو مرد کے جذبات کے اظہار کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اسلامی روایات میں مرد کے لیے عورت سے محبت کے اظہار کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

امام علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا: بندے کے ایمان میں جتنا اضافہ ہوتا ہے، اس کی عورتوں (بیوی) سے محبت اتنی ہی بڑھ جاتی ہے۔(ابن اشعث، محمد بن محمد، الجعفریات، ص ۸۹؛ نوری، حسین بن محمد تقی، مستدرک الوسائل، ج ۱۴، ص ۱۵۷، ح ۱.) امام صادق علیہ السلام سے بھی اسی سلسلے میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کسی مرد کے ایمان کی خوبی میں اضافہ ہو، مگر یہ کہ اس کی اپنی بیوی سے محبت بھی بڑھ جائے۔(کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج ۵، ص ۳۲۰، ح ۲.)

لہٰذا ایمان میں اضافے کے آثار میں سے ایک اثر بیوی سے محبت اور عشق کا بڑھنا بھی ہے۔ اس امر کی علت بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ چونکہ اسلام کی نظر میں عورت مرد کے پاس خدا کی امانت ہوتی ہے، اس لیے جتنا مرد کا ایمان زیادہ ہوتا ہے، وہ خدا کی امانت کو اتنا ہی زیادہ پسند کرتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔(مصطفوی، سید جواد، بہشت خانوادہ، ج ۱، ص ۱۲۷.) لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ محبت اور دوستی کا وجود صرف مرد کا عورت کے مقابلے میں فرض نہیں ہے، بلکہ عورت کو بھی اپنے شوہر سے محبت رکھنی چاہیے۔ چنانچہ امام علی علیہ السلام نے شادی کی دعا میں اچھی عورت کی خصوصیات میں سے ایک یہ بتائی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے لیے مہربان اور محبت کرنے والی ہو، اور یہ سکھایا ہے کہ خدا سے ایسی بیوی مانگو: اے خدا! مجھے محبت کرنے والی اور مہربان بیوی عطا فرما۔(خامنہ ای، سید علی، گزیدہ احادیث النوادر، ص ۴۸.) اگر عورت کا شوہر سے محبت کرنا اچھے اخلاق اور نیک فرائض

میں سے نہ ہوتا، تو حضرت (ع) ایسی عورت کا مطالبہ نہ فرماتے۔ ایک حدیث میں امام علی (ع) نے پیغمبر اکرم (ص) کے قول سے نقل فرمایا ہے: بہترین عورتیں قریش کی عورتیں ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والی ہوتی ہیں. (کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج۵، ص۳۲۶،ح۲.)

اس حدیث میں قریش کی عورتوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ مہربان اور زیادہ محبت کرنے والی ہونے کی وجہ سے بہترین عورتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو بھی اس خصوصیت کا حامل ہو، وہ قریش کی عورتوں کی طرح بہترین عورتوں میں شمار ہوگی۔ کیونکہ قریشی عورت ہونا معیار نہیں ہے، بلکہ قریشی عورت کی خصوصیت (یعنی مہربانی و محبت) رکھنا اہم ہے۔ لیکن بعض روایات میں عورتوں سے محبت (حب النساء) کو مذموم قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام علی علیہ السلام سے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ فتنے کی وجوہات تین چیزوں میں بیان فرماتے ہیں، جن میں سے ایک عورتوں سے دوستی اور محبت ہے، جسے آپ نے شیطان کی تلوار قرار دیا اور فرمایا: جس نے عورتوں سے محبت (کی حد سے تجاوز) کی، اس نے اپنی زندگی سے بہرہ نہیں اٹھایا۔ (حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعه، ج۲۰، ص۲۵، ح۲۴۹۳۸.) ایک اور حدیث میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: عورتوں کا حریص ہونا احمقوں اور کم عقلوں کی خصلت ہے۔ (تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص۴۰۸، ح۹۳۵۹.) اس حدیث کی شرح میں کہا گیا ہے کہ عورتوں کا حریص ہونے سے مراد حد سے زیادہ محبت اور بے پناہ دوستی ہے۔ (خوانساری، جمال الدین، شرح غرر الحکم و درر الکلم، ج۱، ص۳۴۸.)

امام علی علیہ السلام ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں: عورتوں کے ساتھ بہت زیادہ شیفتگی سے بچو... کیونکہ عورتوں پر شیفتہ ہونا انسان کو رنج و محنت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص ۴۰۸، ح۹۳۶۵.)

ان دو قسم کی احادیث کے درمیان تطبیق (یعنی وہ احادیث جو عورتوں سے محبت کی تعریف کرتی ہیں اور اسے ایمان میں اضافے کی علامت قرار دیتی ہیں، اور وہ احادیث جو اسے مذموم قرار دیتی ہیں) کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جن احادیث میں عورت سے محبت کو مذموم قرار دیا گیا ہے، ان سے مراد اس معاملے میں افراط اور حد سے تجاوز کرنا ہے، اس طرح کہ اس کی وجہ سے انسان گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جائے۔ (مصطفوی، سید جواد، بہشت

خانوادہ، ص ۱۲۸.) بعض نے یہ بھی کہا ہے: بیشک اس حقیقت پر توجہ دینی چاہیے کہ عورت سے عشق و محبت افراط کا روپ نہ اختیار کرلے، کیونکہ حد سے زیادہ محبت انسان کو راہِ حق پر چلنے، نیک عمل کرنے اور خیرات و بھلائی سے روک دیتی ہے، خاص طور پر اگر عورت اپنی طرف مرد کی محبت کے ذریعے مرد پر حکومت کرنا چاہے اور اپنی اضافی خواہشات اس پر مسلط کردے۔

عورت سے اور کسی بھی چیز سے محبت اور دلچسپی کو انسان کے خداوند متعال اور قیامت کے دن پر ایمان کا تابع ہونا چاہیے اور یہ انسان کی کمالات کی طرف حرکت اور نیک اعمال کی انجام دہی میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر عورت سے محبت گناہ و معصیت، اسراف و تبذیر، یا بخل و کنجوسی، یا واجبات الٰہی کی ادائیگی سے رک جانے کا سبب بننے لگے، تو اسے معتدل کیا جانا چاہیے، کیونکہ اس قسم کی محبت شیطانی کیفیت سے ملی ہوئی اور حق کی رضا و خوشنودی سے دور ہوتی ہے۔(انصاریان، حسین، نظام خانوادہ در اسلام، ص ۴۱۰.)

لہٰذا امام علی علیہ السلام کی نظر میں خاندانی مرکزیت میں میاں بیوی کا ایک دوسرے سے محبت کا اظہار خاندانی تعلقات کو مضبوط کرتا ہے اور یہ ایک اخلاقی فریضہ ہے جو دونوں پر لازم ہے، لیکن اس محبت اور دوستی کے اظہار میں اس طرح افراط نہیں ہونی چاہیے کہ انسان کو خدا کی اطاعت سے روک دے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ "اظہارِ محبت" کا اصول، بغیر افراط و تفریط کے، ایک اخلاقی فریضہ کے طور پر خاندانی مرکزیت کو مضبوط کرنے کا سبب بنتا ہے۔

۲. حسنِ خلق (اچھا برتاؤ)

خداوند سورہ نساء کی آیت ۱۹ میں خاندانی معاشرت کے بارے میں فرماتا ہے:

«وَ عاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَ يَجْعَلَ اللَّهُ فيهِ خَيْراً كَثيراً» اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو، پھر اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت زیادہ بھلائی قرار دے دے۔ اچھا برتاؤ (حسنِ معاشرت) اس طرح کہ جسے عقل اور شرع پسند کرے، ہر کسی کے ساتھ ہو تو قابلِ تعریف ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ جو کسی کے زیرِ دست ہوں، اور خاص طور پر اس آزاد عورت کے ساتھ جو مہر کی وجہ سے تمہاری ملکہ (زیرِ دست) بن گئی ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

خوش اخلاقی، جسے روایات میں "حسنِ خلق" سے تعبیر کیا گیا ہے، خاندان میں میاں بیوی کے سب سے اہم مشترک فرائض میں سے ہے جس کے بغیر خاندانی مرکزیت متزلزل ہو جائے گی۔ اس کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ حسین بن بشار واسطی کہتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا اور عرض کیا: میرے ایک رشتہ دار نے میرے پاس رشتہ مانگنے کے لیے آنا چاہا ہے لیکن وہ بد اخلاق ہے، میں کیا کروں؟ امام نے جواب میں فرمایا: اگر وہ بد اخلاق ہے تو اسے عورت نہ دو۔ (شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، ج ۲۰، ص ۸۱.)

۳. بخشش (سخاوت)

معاشرتی اخلاق میں سے ایک جو اسلامی تمدن میں انتہائی مؤثر ہے، وہ مرد کی جانب سے اپنے خاندان کے ساتھ کشادہ دستی اور بخشش ہے، جو حسنِ خلق پیدا کرنے کے طریقوں میں سے ایک ہے۔ امام علیہ السلام اس سلسلے میں فرماتے ہیں: خوش خلقی تین چیزوں میں ہے: حرام سے دوری، حلال کی کمائی، اور اپنے خاندان پر سخاوت و کشادہ دستی۔ (ورام بن أبي فراس، مسعود بن عیسی، مجموعہ ورام، ج ۱، ص ۹۰ / مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج ۶۸، ص ۳۹۴) بہت سے مواقع پر خاندان کو دینے اور دینے سے رکنا (بخل)، دوسرے فریق میں تند خوئی اور بد اخلاقی کا سبب بن سکتا ہے اور خاندانی مرکزیت میں محبت کو کمزور کر سکتا ہے۔ عفو و درگزر اتنا اہم ہے کہ قرآن کریم عفو و درگزر کو احسان کی قسموں میں شمار کرتا ہے اور جو شخص احسان والا ہو، وہ خداوند متعال کا محبوب ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

« وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ» اور لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرنے والے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورہ آل عمران، آیت ۱۳۴)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

«يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَ إِن تَعْفُواْ وَ تَصْفَحُواْ وَ تَغْفِرُواْ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ» اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، لہٰذا ان سے ہوشیار رہو، اور اگر تم عفو کرو، درگزر کرو اور معاف کر دو، تو بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ (سورہ تغابن، آیت 14) اس آیت کے شانِ نزول میں آیا ہے کہ: مکہ کے کچھ لوگ

اسلام لائے اور چاہتے تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کریں، لیکن ان کی بیویوں اور بچوں نے انہیں ہجرت سے روک دیا۔ اسی مناسبت سے یہ آیت نازل ہوئی تاکہ مومنین کو بعض بیویوں اور بچوں کی اطاعت کرنے سے متعلق ہوشیار کیا جائے۔

نکتہ: سببِ نزول عام کو خاص نہیں کرتا، بلکہ موردِ نزول عام کی افراد اور مصادیق میں سے ایک ہوتا ہے۔ اس بنا پر، جو بیوی اپنے شوہر کی اس چیز میں اطاعت نہ کرے جو دونوں کی دنیا و دین کی بھلائی میں ہو، وہ اس شوہر کی دشمن ہے اور اسی طرح شوہر بھی اگر اس قسم کے تعاون سے اپنی بیوی کے ساتھ رکاوٹ ڈالے تو وہ اس کا دشمن ہے۔ یہی بات بچے اور باپ، حتیٰ کہ ماں اور بھائی کے بارے میں بھی صادق آتی ہے، اور جو کوئی بھی انسان کے ساتھ دشمن کا کام کرے (خواہ وہ کوئی بھی ہو) وہ دشمن شمار ہوگا۔ (مغنیہ، محمد جواد، مترجم: دانش، موسی، ترجمہ تفسیر کاشف، ج۷، ص:۵۶۹)

مرد اور عورت، دونوں مشترک زندگی کے سفر میں غلطیاں کرتے ہیں اور ہر ایک کو دوسرے کی خطاؤں پر درگزر کرتے ہوئے خاندان کے گرم اور پر خلوص ماحول کو برقرار رکھنا چاہیے۔ دوسری طرف عفو و درگزر کرنے سے وہ خداوند متعال کے محبوب بھی بن جائیں گے۔

لیکن مرد کی طرف سے خاندان کے ساتھ کشادہ دستی اور سخاوت خاندان میں محبت اور عشق پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں: بخشش، دوستی اور محبت کے بیج بوتا ہے۔ (تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص۳۸۷، ح۸۵۲۱.)

خلاصہ یہ کہ خاندان کے ساتھ کشادہ دستی اور بخشش، خاندانی مرکزیت میں حسنِ خلق اور محبت پیدا کرنے کی ایک معاشی مہارت ہے۔

۴. باہمی احترام

میاں بیوی کے درمیان مشترک معاشرتی اخلاق میں سے ایک دوسرے کے ساتھ احترام کرنا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں اور مومنین کے ساتھ احترام کا برتاؤ، آیات و روایات میں تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر تعظیم اور احترام کے بارے میں قرآن کریم نے ہمیشہ ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت اور میاں بیوی کے

باہمی احترام پر زور دیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نساء، آیت ۱۹میں خداوند متعال فرماتا ہے:«وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ» اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔ یہ آیت بیوی کے ساتھ اچھے اور محترمانہ رویے کی ضرورت پر زور دیتی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ اسلام خاندانی تعلقات میں انسانی اور اخلاقی رویے کو خصوصی اہمیت دیتا ہے۔«رفتارِ معروف» سے مراد وہ رویہ ہے جو احترام، محبت اور باہمی حقوق کی پہچان پر مبنی ہو۔ یہ آیت خاص طور پر مردوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں تشدد اور بے احترامی سے پرہیز کریں اور ان کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئیں۔(مکارم شرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ج۳، ص:۳۲۰)

روایات میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم اور تکریم کی، اس نے اللہ کی تکریم کی۔(ورام بن أبي فراس، مسعود بن عیسی، مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۲۶۲ / و من لایحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۱۶.) نیز مومن کے احترام کے بارے میں آیا ہے: مومن کی عزت کرنا، کعبہ کی عزت کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔(شیخ صدوق، ابن بابویہ، الخصال، ج ۱، ص ۲۷، ح ۹۵.)

اس بناپر، مومن کی بے عزتی کرنا، کعبہ کی بے عزتی سے زیادہ برا ہے۔

لہٰذا تعظیم اور احترام کرنا عمومی طور پر ایک اخلاقی فریضہ ہے جسے ہر شخص جو کسی معاشرے میں رہتا ہے، اسے ملحوظ رکھے۔ لیکن خاندان میں میاں بیوی کا باہمی تکریم اور احترام، خاندان کی صحت اور بلندی میں اپنے کردار کی وجہ سے زیادہ تاکید کا مستحق ہے۔ اور قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں بطور سربراہ خاندان مرد کا فرض زیادہ بھاری ہے، اسی لیے بہت سی روایات میں مردوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کا احترام کریں۔ ایک روایت میں امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«وَ مَنِ اتَّخَذَ زَوْجَةً فَلْيُكْرِمْهَا» جس نے بھی بیوی اختیار کی، اسے چاہیے کہ اس کا احترام کرے۔

(بروجردی، آقا حسین، جامع أحادیث الشیعۃ ج ۲۵، ص:۵۳۶.)

لیکن ایسا نہیں ہے کہ عورت کا اس سلسلے میں شوہر کے مقابلے میں کوئی فرض نہ ہو۔ بلکہ جیسا کہ کہا گیا، خاندان میں تکریم اور احترام کرنا میاں بیوی کے درمیان ایک مشترکہ اخلاقی فریضہ ہے، جو صرف ایک کے لیے مخصوص نہیں

ہے۔ یہاں تک کہ بچوں اور والدین کا بھی ایک دوسرے کے ساتھ اس سلسلے میں فرض ہے، جس کی بحث اپنی جگہ پر کی جائے گی۔

۵. بیوی کی فطری خواہشات اور رجحانات کی طرف توجہ

قرآن کی آیات میں سے اس آیت:

«يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسْتَئذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُواْ الحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ الْفَجْرِ وَ حِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَ مِن بَعْدِ صَلَوٰةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحُ بَعْدَهُنَّ» تمہارے مملوک اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کی حد کو نہیں پہنچے ہیں تین اوقات میں تم سے اجازت لے کر آیا کریں، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، ان کے بعد ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے میں نہ تم پر کوئی حرج ہے اور ان پر۔ (سورہ نور، آیت ۵۸)

میں میاں بیوی کے خلوت کے تین اوقات کا ذکر آیا ہے کہ کسی کو بھی ان تین اوقات میں میاں بیوی کی خلوت گاہ میں داخل ہونے کا حق نہیں ہے۔ یقیناً یہ خلوت کرنا ازدواجی تعلقات کو مضبوط کرنے کا باعث بنتا ہے۔ علامہ طباطبائی اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں: تین عورتیں ہیں تمہارے لیے جملہ «ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ» اور تین مرتبہ سے مراد ہر دن میں تین مرتبہ ہیں، اس دلیل سے کہ اس کے بعد اس کی تفصیل بیان فرمائی: پہلا نماز فجر سے پہلے، دوسرا دوپہر کے وقت جب تم اپنے گھر آتے ہو اور کپڑے اتارتے ہو، تیسرا نماز عشاء کے بعد۔ اور جملہ (یہ تین پردے ہیں تمہارے لیے) میں حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تین اوقات تمہارے لیے پردے (خلوت کے مواقع) ہیں، کہ فطری طور پر مناسب نہیں کہ تمہارے سوا کوئی دوسرا تمہاری اس حالت پر مطلع ہو۔ اور آیت کے اس حصے (ان کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر) کا مطلب یہ ہے کہ ان تین اوقات کے بعد کوئی حرج نہیں کہ تم انہیں اجازت لینے کا حکم نہ دو اور نہ ہی ان پر کوئی حرج ہے کہ وہ تم سے اجازت نہ لیں۔ (طباطبایی، محمد حسین، تفسیر المیزان، ج ۱۵، ص: ۲۲۷.)

ہر شخص فطری طور پر اپنی خواہشات اور پسند گی رکھ سکتا ہے اور انفرادی امور میں ان کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ لیکن مشترکہ زندگی میں، خاندان کے ادارے کی معاشرتی نوعیت کی وجہ سے، ضروری ہے کہ افراد ایک دوسرے کی خواہشات کا خیال رکھیں۔ ایک گھرانے میں رہنے والوں کی خواہشات کا لحاظ رکھنا ان کے ساتھ احترام تصور کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اُن طریقوں میں سے ایک طریقہ جس کے ذریعے بیوی کی تعظیم اور تکریم کی جا سکتی ہے، وہ خواہشات کو پورا کرنا ہے جو فطری طور پر افراد میں موجود ہوتی ہیں۔ البتہ بیوی کی خواہشات کو پورا کرنے میں ان خواہشات کا جائز ہونا اور شوہر کی انہیں پورا کرنے کی استعداد بھی ملحوظ رکھی جانی چاہیے۔

۶. ایک دوسرے سے تعاون کرنا

معاشرتی اخلاق میں سے ایک چیز جو تمدن پر اثر انداز ہوتی ہے وہ ہے میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے معاملات میں مدد اور تعاون کرنا۔ آیات اور روایات میں اس امر کی پابندی پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، اور اس کے لیے قابلِ غور اجر اور ثواب بیان کیا گیا ہے۔ خداوند متعال متعدد آیات میں مومنین کو انفرادی اور معاشرتی زندگی میں تعاون اور ہم یاری کی دعوت دیتا ہے۔ مرد اپنی بیوی سے گھر کے حوالے سے مدد کر کے خاندانی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں۔ قرآن بھی بیوی کے ساتھ اچھے برتاؤ پر تاکید کرتا ہے: «وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوف» اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو (سورہ نساء، آیت ۱۹)۔

اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ قرآن مجید بہت سے مقامات پر مومنین کو انفرادی اور معاشرتی پہلوؤں میں تعاون، ہم کاری اور ہم یاری کی دعوت دیتا ہے: «وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوَى» اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو (سورہ مائدہ، آیت ۲)۔ اور دوسری طرف گھر میں عورت کا قریب ترین فرد اس کا شوہر ہوتا ہے۔ کتنا ہی پسندیدہ اور اچھا ہے کہ اگر مرد کے پاس گھر میں مدد کرنے کی صلاحیت اور موقع ہو، تو وہ اپنی بیوی کی گھریلو کاموں میں مدد کرے تاکہ دونوں مل کر اس سنگین ذمہ داری کو جو خاندان پر رکھی گئی ہے، بہترین طریقے سے انجام دے سکیں۔ اور قرآن ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اور شائستہ طریقے سے برتاؤ اور معاشرت کریں، اور معروف معاشرت کی ایک مثال بیوی کی گھر کے کاموں میں مدد کرنا ہے۔

اسی طرح عورت کے اپنے شوہر کی مدد کرنے کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی عورت اپنے شوہر کی حج، جہاد یا علم و دانش حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے، خداوند ایسی عورت کو وہی ثواب عطا فرماتا ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو عطا کیا گیا تھا۔(طبرسی، حسن بن فضل، مکارم الاخلاق، ص ۲۰۱.)

امام علی علیہ السلام کی خاندانی سیرت میں بھی اس معاملے کی طرف توجہ دکھائی دیتی ہے اور آپ گھر میں جہاں تک ہو سکتا تھا اپنی بیوی کی مدد کرتے تھے، یہاں تک کہ چھوٹے کاموں میں جیسے مسور (دال) صاف کرنا، جس کی روایت پچھلے صفحے پر گزری۔ امام صادق علیہ السلام علی (ع) کے گھر کے کاموں میں تعاون کے بارے میں فرماتے ہیں: "امیر المؤمنین علیہ السلام (جن پر خداوند کی رحمتیں ہوں) لکڑیاں اور پانی لاتے تھے اور جھاڑو دیتے تھے، اور فاطمہ (جن پر خدا کا سلام ہو) آٹا پیستی تھیں، گوندھتی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں۔(حسینی قمی، سید علی، کرامات ومقامات عرفانی حضرت زہرا (س)، ص ۴۴.)

لہٰذا میاں بیوی کے گھر میں تعظیم و تکریم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ زندگی کے معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کرنا ہے۔ جب مرد گھر میں اپنی بیوی کی مدد کرتا ہے، تو عورت محسوس کرتی ہے کہ زندگی میں اس کا مقام ہے اور اس کے ساتھ احترام کیا جا رہا ہے۔

۷. شکر گزاری (میاں بیوی کا ایک دوسرے سے شکریہ ادا کرنا)

ان اہم معاشرتی اخلاق میں سے جو تمدن پر اثر انداز ہوتے ہیں، میاں بیوی کا ایک دوسرے سے ان سرگرمیوں کے بدلے شکر گزاری کرنا ہے جو ہر ایک خاندانی مرکزیت کو برقرار رکھنے کے لیے انجام دیتا ہے۔ مرد کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ اپنی بیوی کے بغیر وہ گھر کے کام اچھی طرح انجام دینے پر قادر نہیں ہے، اور عورت کو بھی جاننا چاہیے کہ اپنے شوہر کے بغیر وہ باہر کے کام صحیح طریقے سے انجام دینے پر قادر نہیں ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو دوسرے کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے کندھوں سے ذمہ داری کا بوجھ اتارتے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند بزرگ جو دوسروں کا محتاج نہیں، اس نے اپنی نعمتوں کی شکر گزاری کو نعمتوں کے جاری رہنے کی شرط قرار دیا ہے، فرمایا:

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

«لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ» اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا (سورہ ابراہیم، آیت 7)۔ خداوند متعال کی شکر گزاری کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے جنہوں نے کسی کے ساتھ مدد اور احسان کیا ہو، ورنہ انسان حقیقت میں خداوند کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ اگرچہ دوسروں کی تعریف اور قدردانی کرنے کی تاکید کی گئی ہے، لیکن اس کی اہمیت میاں بیوی کے بارے میں دوچند ہے، یہاں تک کہ یہ عمل میاں بیوی کے اخلاقی فرائض میں شمار کیا جاتا ہے۔

خاندان میں عورت کی تعریف شدہ صفات میں سے ایک شکر گزاری اور قدر دانی ہے، اور اس کے برعکس، عورت کی ناشکری خاندان میں خاص طور پر خود اس کے لیے نامطلوب نتائج چھوڑتی ہے۔ اکثر مرد چاہتے ہیں کہ ان کی بیوی ان کی حوصلہ افزائی اور ترغیب کرے اور ان میں برتری کا احساس پیدا کرے۔ اگرچہ مرد کا فرض ہے کہ وہ زندگی کی ضروریات پوری کرے، لیکن عورت کا اپنے شوہر کے سامنے قدردانی کا اظہار اس میں فخر اور شخصیت کا احساس پیدا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے اپنے خاندان کی کفالت میں زیادہ کوشش کرنے کا محرک بنتا ہے۔ اس کے برعکس، عدمِ قدردانی اور اس سے بھی بدتر، مرد کو حقیر سمجھنا اور اس کی طرف لاپروائی کرنا، اسے زندگی میں مایوس کرنے کا سبب بنتی ہے۔

میاں بیوی کے درمیان شکر گزاری کی روح کا ہونا اتنا زیادہ قیمتی ہے کہ امام علی علیہ السلام نے شادی کے ارادے کی دعا میں خداوند سے یوں درخواست کی ہے: اے خدا! مجھے ایسی بیوی عطا فرما جو نیک، اولاد والی، زیادہ شکر گزار، قانع اور غیرت مند ہو، کہ اگر میں اس کے ساتھ نیکی کروں تو وہ شکر گزار ہو۔ (خامنہ ای، سید علی، گزیدہ احادیث النوادر، ص۴۸ / مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج ۱۰۰، ص۲۶۸، ح۱۸.)

کبھی کبھی رشتہ داروں کے سامنے بیوی کی سرگرمیوں اور محنتوں کا ذکر کرنا بھی بیوی کے لیے قدردانی کے جذبے کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام فاطمہ (س) کی سرگرمیوں کو پیغمبر (ص) کے سامنے بیان کرتے تھے اور فرماتے تھے: اے رسول خدا! فاطمہ اتنا پانی لے کر آئی ہیں کہ مشکیزے کے بندھن کا نشان ان کے سینے پر پڑ گیا ہے، اتنا چکی پیس چکی ہیں کہ ان کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے ہیں، گھر کی صفائی ستھرائی میں اتنی کوشش کی ہے

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کہ ان کے کپڑے گرد آلود اور گندے ہو گئے ہیں، اور دیگ کے نیچے اتنی آگ جلائی ہے کہ ان کا لباس سیاہی مائل ہو گیا ہے۔ (رضوانی، علی محمد، تاثیر اخلاق اجتماعی بر تمدن نوین اسلامی از دیدگاہ امام خامنہ ای، ص ۵۷)

حضرت (ع) نے ان الفاظ کے ساتھ اپنی بیوی کی محنتوں کا ایک طرح سے شکریہ ادا کیا، اور اس شکر گزاری کو مکمل کرنے کے لیے آگے چل کر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی گھر کے کاموں میں مدد کے لیے ایک خادم کی درخواست بھی کی۔

۸. سلام کرنا

گھر میں داخل ہوتے وقت بیوی کو سلام کرنا اسلامی تمدن پر معاشرتی اخلاق کے اثرات میں سے ایک ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ عام طور پر شوہر ہوتا ہے جو باہر سے گھر میں داخل ہوتا ہے، اس لیے اس امر کی رعایت شوہر کی طرف سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ قرآن کریم اس بارے میں فرماتا ہے:

«فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ» پس جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ پر سلام کرو (سورہ نور، آیت ۶۱)۔ بعض نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ «انفس» سے مراد گھر کے مالک (اہل خانہ) ہیں، یعنی جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ (قرشی، علی اکبر، تفسیر أحسن الحدیث، ج ۱، ص ۱۷۰) نیز خداوند متعال فرماتا ہے:

«وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا» اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر طریقے سے سلام کا جواب دو یا ویسے ہی (واپس کرو)، بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (سورہ نساء، آیت ۸۶)۔ مرحوم طبرسی نے مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: آیت کریمہ میں "تحیت" سے مراد سلام اور دیگر نیک کام ہیں۔ (طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان، ج ۲، ص ۸۵) امام علی علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں: بے شک سلام کرنا حسنِ خلق میں سے ہے۔ (تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص ۴۳۵، ح ۹۹۴۳)

لفظ(تحیت) کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں: کہا گیا ہے کہ یہ مطلق احسان اور عطا کے معنی میں ہو سکتا ہے اور سلام کرنے کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں جب اس کا معنی سلام کرنا ہو، تو« تحیت بذل» کرنے سے مراد پہل کر کے سلام کرنا ہے۔(آقا جمال الدین خوانساری، شرح غرر الحکم، ج ۲، ص ۴۹۳.)

لہٰذا امام (ع) کے فرمان کے مطابق، دوسروں کو پہل کر کے سلام کرنا اچھے اور پسندیدہ اخلاق میں سے ہے۔ اور ایک دوسرے کلام میں سلام کرنے کو عبادت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "بے شک عبادات میں سے... سلام کرنا ہے۔(تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ص ۲۱۵، ح ۴۲۱۰.)اور پیغمبر اکرم (ص) نے امام علی (ع) کو مخاطب کرتے ہوئے تین اعمال کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے جن میں سے ایک سلام کرنا ہے: اے علی! تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں: سلام کرنا، کھانا کھلانا، اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ سب لوگ سو رہے ہوں۔(شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۵۹، ح ۱۵۶۴۴.)

خاتمہ

معاشرتی اخلاق (اجتماعی اخلاق) مطلوبہ خاندان کی تشکیل اور اس کی پائیداری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ اصول خاندان کے افراد کو مؤثر اور محترمانہ تعلقات قائم کرنے، باہمی احترام اور فہم و ادراک کو مضبوط کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ نیز، ذمہ داریوں کی تقسیم اور خاندانوں میں تعاون کا جذبہ پیدا ہونے سے اجتماعی زندگی کے حالات بہتر ہوتے ہیں۔ محبت کا اظہار، حسنِ اخلاق، شکر گزاری، سلام کرنا، معاشرتی اخلاق کے دیگر مثبت اثرات ہیں جو خاندان میں تعلقات کو مضبوط کرنے اور اس کی پائیداری میں مدد دیتے ہیں۔ مثبت رویوں کے نمونوں کو فروغ دے کر، خاندان ایک مؤثر اور با اخلاق نسل کی تربیت کر سکتے ہیں جو مستقبل میں ایک بہتر اور تعمیری معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتابیات

قرآن مجید

۱. ابن اشعث، محمد بن محمد، الجعفریات (الأشعثیات)، ناشر: مکتبۃ النینوی الحدیثۃ، تہران.

۲. ابن بابویہ، (شیخ صدوق) محمد بن علی، (۱۳۶۲ش.) الخصال، ناشر: جامعہ مدرسین، قم.

۳. .... (۱۳۶۲ش.) الخصال، ناشر: جامعہ مدرسین، قم.

۴. .... (۱۴۱۳ق.) من لایحضرہ الفقیہ، ناشر: دفتر انتشارات اسلامی قم.

۵. ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، (۱۳۶۳ق.) تحف العقول، ناشر: قم، (نوبت چاپ، دوم).

۶. اَبي فراس، مسعود بن عیسی، مجموعہ ورّام، ناشر: بنیاد پژوہشہای اسلامی آستان قدس رضوی، مشھد.

۷. انصاریان، حسین، (۱۴۰۲ش) نظام خانوادہ در اسلام، انتشارات: دار العرفان، تہران، سال نشر.

۸. بروجردی، آقا حسین، (۱۳۸۶ش.) جامع أحادیث الشیعۃ، ناشر: انتشارات فرهنگ سبز، تہران.

۹. تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، (۱۴۱۰ق.) غرر الحکم و درر الکلم، ناشر: دار الکتاب الإسلامي، قم.

۱۰. حر عاملی، محمد بن حسن، (۱۴۰۹ق.) وسائل الشیعۃ، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم، (نوبت چاپ اول).

۱۱. حسینی قمی، سید علی، (۱۳۸۷ش.) کرامات و مقامات عرفانی حضرت زہرا (س)، قم. ناشر، نبوغ.

۱۲. خامنہ ای، سید علی حسینی، (1403ش.) گزیدہ احادیث النوادر، انتشارات انقلاب اسلامی، تہران.

۱۳. خوانساری، محمد بن حسین، (۱۳۶۶ش.) شرح آقا جمال خوانساری بر غرر الحکم و درر الکلم، دانشگاہ تہران، تہران.

۱۴. رضوانی، علی محمد، پایان نامہ، (۱۴۰۵ش) تاثیر اخلاق اجتماعی بر تمدن نوین اسلامی از دیدگاہ امام خامنہ ای.

۱۵. طباطبایی، محمد حسین، (۱۳۹۰ھ.ق) المیزان في تفسیر القرآن، ناشر: مؤسسۃ الأعلمي للمطبوعات، لبنان.

۱۶. طبرسی، فضل بن حسن، (۱۳۷۲ھ.ش). مجمع البیان لعلوم القرآن، تہران، ناصر خسرو، ایران.

۱۷. ....، ترجمہ تفسیر مجمع البیان، مترجم: نوری ہمدانی، حسین، ناشر: فراہانی تہران، (نوبت چاپ اول).

۱۸. ....(۱۴۱۲ق.)، مکارم الأخلاق، ناشر: الشریف الرضی، قم.

۱۹. قرشی، علی اکبر، (۱۳۷۵ھ.ش) تفسیر احسن الحدیث، ناشر: بنیاد بعثت، مرکز چاپ و نشر، ایران- تہران .

۲۰. کلینی، محمد بن یعقوب، (۱۴۰۷ق.) الکافي (ط- الإسلامیۃ)، ناشر: دار الکتب الإسلامیۃ، تہران، (نوبت چاپ چھارم).

۲۱. مجلسی، محمد باقر، (۱۴۰۳ق.) بحار الأنوار، ناشر: دار إحیاء التراث العربي، بیروت.

۲۲. مصطفوی، سید جواد، (1398ش.) بہشت خانوادہ، انتشارات: اندیشہ مولانا ، سال انتشار.

۲۳. مکارم شیرازی، ناصر، (۱۳۷۴ش.) تفسیر نمونہ، تہران، دار الکتب الاسلامیہ.

۲۴. نوری، حسین بن محمد، (۱۴۰۸ق.) مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم، (نوبت چاپ: اول).